اسلامی سال کا آغاز

بدعات کی بھرمار

عزیر احمد راشد

اسلامی سال کی ابتداء محرم الحرام سے ہوتی ہے۔ اسلامی سن کا آغاز استعمال 17 ھجری کو خلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں ہوا۔ صحابہ کے آپس میں تبادلہ افکار کے بعد طے پایا کہ سن تاریخ کی بنیاد واقعہ ہجرت کو بنایا جائے اور ابتداء محرم سے کی جائے کیونکہ ذوالحجہ کے بالکل آخر میں ہجرت مدینہ کا منصوبہ طے پایا بعد میں جو چاند طلوع ہوا وہ محرم کا تھا اس لئے ابتداء محرم سے کی گئی۔ (بخاری)

مذاہب عالم میں اس وقت جس قدر سنیں مروج ہیں ان کی ابتدا یا تو کسی مشہور انسان کے یوم ولادت سے ہوئی یا کسی واقعہ مسرت وشادمانی سے، مثلاً مسیحی سن کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے ہوئی، یہودی سن فلسطین پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی تخت نشینی کے ایک پرشوکت واقعہ سے وابستہ ہے۔ بکرمی سن راجہ بکرماجیت کی پیدائش کی یادگار ہے۔ رومی سن سکندر فاتح اعظم کی پیدائش کو واضح کرتا ہے۔

لیکن اسلامی سن ھجری نہ تو کسی انسان کی برتری اور تفوق کو یاد دلاتا ہے اور نہ کسی پرشوکت کارنامے کو، بلکہ واقعہ ہجرت مظلومی اور بے کسی کی ایک ایسی یادگار ہے جو ثابت قدمی، صبر واستقامت، اور راضی برضائے الٰہی کی ایک زبردست مثال اپنے اندر پنہاں رکھتا ہے۔ جس واقعے میں یہ سبق پنہاں ہے کہ اگر مسلمان اعلائے کلمۃ الحق کے صلے میں تمام اطراف واکناف سے مصائب میں بتلا کر دیئے جائیں ان کی آواز کو جبراروکنے کی کوشش کی جائے ان پر عرصہ حیات کو تنگ کر دیا جائے تو اس وقت مسلمان کیا کریں؟

کیا کفر وباطل کیساتھ مصالحت کر لی جائے؟ اپنے عقائد ونظریات میں لچک پیدا کر دی جائے تاکہ مخالفت کا زور ٹوٹ جائے۔ ایسا ہرگز نہیں۔ واقعہ ہجرت ہمیں سبق دیتا ہے کہ ایسے حالات میں بھی اپنے عقائد ونظریات میں لچک پیدا نہ کی جائے اور نہ ہی کفار کو خوش کرنے کیلئے اپنے ہی افراد کے خلاف کاروائی کی جائے بلکہ زمین کا عام خطہ تو کیا اگر مسکن کعبۃ اللہ بھی ہو تو اس کو چھوڑا جا سکتا ہے۔ اسلامی عقائد ونظریات میں لچک پیدا نہیں کی جاسکتی۔ اور طاغوتی طاقتوں کے سامنے جھکنے کی بجائے قاتلوا الذين لا يومنون بالله ولا باليوم الآخر ولا يحرمون ما حرم الله ورسوله ولا يدينون دين الحق من الذين اوتوا الكتاب حتى يعطوا الجزية عن يدوهم صاغرون (توبۃ۔پ 10) پر عمل کیا جائے۔

چنانچہ واقعہ ہجرت ہمیں بتلاتا ہے کہ ایک مسلمان مصائب سے نکل کر کس طرح کامیابی کا پرچم تھام سکتا ہے پستی وگمنامی سے نکل کر رفعت و شہرت حاصل کرسکتا ہے؟

واقعہ ہجرت ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ بیت اللہ کے قریب مسکن کو تو چھوڑا جاسکتا ہے مگر اسلامی عقائد ونظریات میں لچک پیدا نہیں کی جاسکتی۔

محرم الحرام کی حرمت کسی خاص واقعہ سے نہیں بلکہ ابتدائے افرینش سے ہی ہے۔

علاوہ ازیں اس مہینے کو اللہ تعالیٰ نے حرمت والا بنایا ہے لیکن اس کی حرمت کا شہادت حسین سے کوئی تعلق نہیں یہ واقعہ تکمیل دین کے 50 سال بعد رونما ہوا یہ مہینہ زمین آسمان کی پیدائش سے ہی حرمت والا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم نے اس کی حرمت بیان کی ہے۔ ان عدة الشهور عندالله اثنا عشر شهرا في كتاب الله يوم خلق السموت والارض منها اربعة حرم۔ (التوبة پ10)

اسلام نے کسی بڑے سے بڑے انسان کی وفات یا شہادت پر سالانہ یوم غم مقرر کرنے اور اس پر نوحہ خوانی کی اجازت نہیں دی

محرم میں مسنون کام:

اس مہینہ میں مسنون عمل نفلی روزے رکھنا ہے اللہ تعالیٰ کو یہ روزے رمضان کے فرض روزوں کے بعد محبوب ترین ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ عمل پسندیدہ ہے۔ افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم۔ (مسلم شريف عن ابي هريرة)

عاشورہ دس محرم کا روزہ ابتدائے اسلام میں فرض تھا لیکن رمضان کی فرضیت کے بعد اس کی فرضیت ختم ہوگئی ہے۔ استحباب باقی ہے آپ نے حکم دیا ہے۔

صوموا يوم عاشوراء وخالفوا اليهود صوموا قبله او بعده يوما (مسند احمد ج٤ ص ۲۱) کہ دس محرم کا روزہ رکھو لیکن یہود کی مخالفت کرو وہ صرف دس محرم کا روزہ رکھتے ہیں تم دس کیساتھ ۹ کا روزہ بھی رکھو یا ۱۰ کیساتھ ۱۱ محرم کا روزہ رکھو۔

اسی طرح دوسری حدیث میں ہے کہ آپ روزہ رکھتے بھی تھے اور حکم بھی کرتے تھے۔

كان يصوم يوم عاشوراء ويامربه (مسند احمد ج۲ ص۲۳۹)

بدعات محرم:

ماہ محرم کے حوالے سے مسنون کام صرف روزے رکھنا ہے لیکن لوگوں نے اس مہینے میں ایسی بدعات ایجاد کرلیں ہیں جن کا اس مہینے سے کسی لحاظ سے بھی کوئی تعلق نہیں بنتا، ان بدعات کیوجہ سے اللہ تعالیٰ نے مسنون کام کو سزا کے طور پر ہم سے ختم کر دیا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة فتمسك بسنة خير من احداث بدعة۔ (مشكوة باب الاعتصام بالكتاب والسنة ص ۲۰ جلد ۱)

نوحہ کرنا تو حرام ہے ہی، رسول اللہ ﷺ نے تو نوحہ سننے سے بھی منع فرما دیا ہے

آج کتنے لوگ ہیں جو مسنون کام یعنی روزے رکھتے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جو ان بدعات میں بڑے ذوق سے شامل ہوتے ہیں؟ یقیناً روزے رکھنے والے آٹے میں نمک کے برابر نظر آئیں گے۔

سالانہ ماتم:

اسلام نے کسی بڑے سے بڑے انسان کی وفات یا شہادت پر سالانہ یوم غم مقرر کرنے اور اس پر نوحہ خوانی کرنے کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں دی۔ اگر سالانہ ماتم جائز ہوتا تو حضور اکرم ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی اس کا مستحق نہیں تھا اس کا حکم نہ آپ نے دیا نہ صحابہ کرام نے آپ کی وفات کے بعد سالانہ ماتم کیا اس کے برعکس آپ نے نوحہ کرنے والوں پر لعنت کی ہے۔ فرمان رسول ہے: لعن رسول الله النائحة والمستمعة (ابو داؤد ج۲ ص ۹۰ باب في النوح)

عن ام سلمة قالت ان رسول الله نهانا عن النياحة (حواله ايضا)

پھر اس سے زیادہ سختی کرتے ہوئے فرمایا کہ ماتم کرنے والے ہم میں سے نہیں۔

ليس منا من حلق ومن سلق ومن خرق۔ (ابو داؤد ص۹۱)

ليس منا من ضرب

الخدود وفي رواية من لطم الخدود وشق الجيوب ودعا بدعوى الجاهلية (الجامع الصحيح لامام البخاری ج۱ ص۱۷۳ طبع کراچی)

نوحہ کرنا تو حرام ہے ہی آپ نے تو نوحہ سننے سے منع فرماتے ہوئے کہا کہ نوحہ سننے والے پر لعنت ہو جیسے کہ ابو داؤد شریف کی حدیث میں گزر چکا ہے ہمارے کتنے ہی وہ دین دار بھائی ہیں جو دس محرم کو ایسے مقامات پر بڑے شوق سے جاتے ہیں جہاں نوحہ ہو رہا ہوتا ہے۔

شیعہ کے ماتمی جلوسوں کو دیکھنے کیلئے جانے والے غور کریں کہیں وہ رسول اللہ کی لعنت کے مستحق تو نہیں ہو رہے

محرم میں سیاہ لباس:

شیعہ حضرات محرم میں سیاہ لباس اظہار غم کیلئے پہنتے ہیں کتنے ایسے افراد ہیں جو شیعہ تو نہیں لیکن اس بدعت میں ان کے شانہ بشانہ چل کر اسلام کے خلاف نفرت کا اظہار کرتے ہیں اور ایسی چیز کا ارتکاب کرتے ہیں جو اسلام نے نہیں بتائی اور اس بدعت میں شیعہ کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں ایسے افراد کے سامنے رسول اللہ کا فرمان رہنا چاہئے من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص۲۰)

اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے من تشبه بقوم فهو منهم۔

شیعہ حضرات نے سیاہ لباس کو اپنا شعار بنا رکھا ہے حالانکہ سیاہ لباس شیعہ کے باطل فرقے میں بھی ناجائز ہے۔ امام جعفر صادق سے کسی نے پوچھا کہ سیاہ ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ تو جہنمیوں کا لباس ہے اس میں نماز نہ پڑھو اور مزید فرمایا کہ رسول اللہ نے بھی اپنے صحابہ کو سیاہ لباس پہننے سے روکا ہے کیونکہ یہ فرعون کا لباس ہے۔

سئل الصادق عن الصلوٰة في القلنسوة السوداء فقال لاتصل فيها فانها لباس اهل النار وقال امير المومنين (الصادق) فيما علم به لاصحابه لاتلبسوا السواد فانه لباس فرعون۔ (حواله من لا يحضر الفقيه ج۱ ص۱۶۲ طبع تهران باب ما يصلي فيه وما لا يصلي فيه۔

جس نے اسلام میں کوئی بدعت جاری کی پھر اس کو اچھا سمجھا تو گویا اس کا گمان ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے نعوذ باللہ خیانت کی

حضرت یزید رحمۃ اللہ علیہ پر سب و شتم:

حضرت یزیدؒ پر اس مقدس مہینے میں خاص طور پر سب و شتم اور لعن طعن کا بازار گرم کیا جاتا ہے پہلی تو بات یہ ہے کہ لعن طعن کرنا مسلمانوں کا کام نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایسے شخص کو تم ملعون کہتے ہو جس کے مغفور لہ کی شہادت رسول اللہ نے دی ہے کہ پہلا لشکر جو قسطنطنیہ پر حملہ کرے گا انکو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔ اور یزید اس لشکر کا کمانڈر تھا جیسا کہ تاریخ کی معتبر کتب میں اس کی صراحت موجود ہے۔ وقد كان يزيد اول من غزى مدينة قسطنطنية في سنة تسع واربعين۔ (البداية والنهاية ج۸ ص۲۸۰ طبع القاهرة مسند احمد ج۵ ص۴۱۶ بیروت الامم والملوک ج۵ ص۲۳۲)

کہا جاتا ہے کہ مرتد ہوگیا تھا اس لئے کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ مرتد کیوں ہوا؟ حضرت حسین کو قتل کروایا۔ کیا قتل سے کفر لازم آتا ہے البتہ جرم عظیم ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ نہ اس نے قتل کیا نہ قتل کروایا اور نہ قتل سے قبل یزید کو اس کی اطلاع ہوئی اگر کہا جائے کہ قتل حسین پر اگر یہ رضامند نہ تھا تو قصاص کیوں نہ لیا۔ اگر اسی وجہ سے یزید نعوذ باللہ ملعون ہے کہ اس نے قاتلین سے قصاص نہیں لیا تو پھر حضرت علی رضی اللہ نے قاتلین عثمان سے قصاص کیوں نہ لیا؟

چلو ہماری نہیں تو حضرت

حسین کے بھائی کی ہی مان لو۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بھائی محمد بن حنفیہ کو کچھ شیعہ حضرات نے کہا کہ یزید ایسا ویسا ہے شرابی ہے بے نمازی ہے تو انہوں نے ان کی تردید کردی اور فرمایا:

ما رایت منه ما یذکرون وقد حضرته واقمت عنده فرایته مواظبا علی الصلوة متحربا للخیر یسال عن فقهه ولا زما بالسنة (البدایة و النهایة ج ۸ ص ۲۳۳)

واقعہ کربلا کا بیان بکثرت:

تاریخ اسلام میں شہادت حسین کے متعلق بعض ایسی باتیں درج ہیں جن میں حضرت حسینؓ کو مظلوم بنا کر اس انداز سے پیش کیا گیا ہے کہ گویا ان سے بڑھ کر اور کوئی مظلوم نہیں ان میں سے اکثر باتیں بے سند ہیں لیکن ہمارے واعظین ان بے اصل واقعات کو ایسے انداز سے پیش کرتے ہیں کہ مجمع سے سسکیوں کی آواز سنائی دیتی ہے اہلسنت کی اکثر مساجد میں اس مضمون کو ہر سال طول دیا جاتا ہے کہ دو دو ماہ کے خطبات صرف اسی مضمون کو بیان کرنے میں لگ جاتے ہیں کیا محرم میں صرف سانحہ کربلا ہی پیش آیا ہے۔ نہیں بلکہ تاریخ میں اس سے بڑھکر دل سوز واقعات رونما ہوئے ہیں جن کا تعلق بھی محرم الحرام سے ہے لیکن ان کو یکسر نظر انداز کر کے واقعہ کربلا کو بیان کرنا رفض و تشیع کا انداز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس واقعہ کو ہر سال بیان کرنے سے ویسے ہی احتراز کیا جائے تاکہ صحابہ کے متعلق بدگمانیاں پیدا نہ ہوں۔

شہادت حضرت عثمان 18 ذوالحجہ اور حضرت عمر کی شہادت یکم محرم کو ہوئی یہ المناک شہادتیں کچھ کم جگر سوز نہیں۔ ان سب کو نظر انداز کر کے صرف شہادت حسین کو موضوع سخن بنانا کہاں کا انصاف ہے؟

محرم میں شادی:

شیعہ حضرات کا یہ باطل نظریہ ہے کہ محرم میں اہل بیت کو دکھ پہنچا تھا اس لئے ہمیں حق حاصل نہیں کہ اس مہینہ میں خوشی منائیں اب اہل سنت والجماعۃ میں شیعہ کا یہ باطل نظریہ اس قدر سرایت کر گیا ہے کہ وہ بھی محرم میں شادی کرنے کو بری نگاہ سے دیکھتے ہیں اور انہوں نے اس بدعت کو تقویت دینے کیلئے محرم میں شادی کی تقریبات کو بند کر دیا ہے۔ اگر کوئی ایسی جرات کرے تو اس پر فتوے جڑے جاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر محرم میں شادی شہادت حسین کی وجہ سے منع ہے تو ربیع الاول میں بالاولیٰ منع ہونی چاہئے تھی کیونکہ اس مہینے میں رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تھی۔ کیا آپ کی وفات کا مسلمانوں کو غم نہیں؟ ایسے تو پھر سال میں کوئی ایسا مہینہ نہیں بچے گا جس میں کوئی نہ کوئی عظیم شخصیت کی وفات نہ ہوئی ہو۔ صرف محرم میں ہی شادی کو ترک کرنا اہل تشیع کی حمایت ہے۔ جس سے مسلمانوں کو احتراز کرنا چاہئے کیونکہ ومن وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام۔

لفظ امام اور علیہ السلام:

شیعی انداز فکر جس طرح دیگر مقامات میں بھی ہم پر اپنا وقتی تسلط جمائے ہوئے ہے اس طرح یہ بھی شیعی انداز فکر رفتہ رفتہ ہم میں سرایت کرتا جا رہا ہے۔ کہ ہمارے اکثر عوام باقی صحابہ کو نظر انداز کر کے صرف حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو امام اور علیہ السلام کے لاحقہ سے پکارتے ہیں۔

وہ کونسی امتیازی خوبی ہے کہ ہم باقی تمام جلیل القدر صحابہ کا نام لیتے وقت تو حضرت اور رضی اللہ عنہ کہیں لیکن حضرت حسن اور حضرت حسینؓ کے ساتھ امام اور علیہ السلام کا اضافہ کریں۔

ہم ان الفاظ کی پرواہ نہیں کرتے شیعہ اس سے اپنے نظریات ہم کو دینا چاہتے ہیں شیعہ کا ایک بنیادی مسئلہ امامت کا ہے ان کے نزدیک امام بھی من جانب اللہ انبیاء کی طرح ہوتے ہیں حضرت حسین بھی 12 اماموں میں سے ایک ہیں اس امامت کے ہم قائل نہیں یہ شیعہ کا باطل نظریہ ہے اور نہ ہی انبیاء کی طرح امام من جانب اللہ ہوتے ہیں اور انبیاء کے علاوہ کوئی معصوم نہیں ہوتا اس لئے ہمیں چاہئے کہ شیعہ کے اس نظریے کی تردید کریں حضرت حسین کو باقی صحابہ کیطرح حضرت ہی کہیں اور اسی طرح شیعہ کے نزدیک امام انبیاء کی طرح معصوم ہیں اور انبیاء کے ساتھ علیہ السلام کا دعائیہ کلمہ خاص ہے اسی طرح یہ اماموں کے ساتھ بھی علیہ السلام کا لفظ لگاتے ہیں ہم کو اس سے احتراز کرنا چاہئے تاکہ شیعہ کے باطل نظریات کی ترویج نہ ہو۔

پنج تن پاک:

یہ الفاظ جتنے عام ہیں اتنے مضر ہیں ان الفاظ سے بڑھ کر اور کوئی الفاظ نہیں جن سے صحابہ کرام کی توہین ہو اس کا معنیٰ ہے۔ پانچ افراد پاک ان سے مراد شیعہ حضرت محمد ﷺ حضرت علی حضرت حسن حضرت حسین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھم لیتے ہیں۔ کیا نعوذ باللہ باقی صحابہ و صحابیات پاک

نہیں؟ اصل میں یہ بھی شیعہ کا نظریہ ہے کہ چند افراد کے علاوہ باقی تمام وفات رسول کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ پنج تن پاک کے الفاظ سے شیعہ فلسفیانہ انداز سے تمام صحابہ وصحابیات کو منطقی طور پر مطعون کرنے کی راہ نکالتے ہیں اکثر اہل سنت آج کل ان الفاظ کا استعمال کرتے ہیں ان سے احتراز ضروری ہے تا کہ دیگر صحابہ وصحابیات کی توہین کا پہلو نہ نکلے۔

تقسیم کھانا اور سبیلیں:

اس ماہ میں جگہ جگہ پانی اور دودھ کی سبیلیں لگائی جاتی ہیں اور گھروں میں لوگ کھانا پکا کر ثواب کی خاطر بچوں میں تقسیم کرتے ہیں شریعت کا اس سے کوئی تعلق نہیں یہ بدعت بھی شیعہ کی ایجاد کی ہوئی ہے آہستہ آہستہ اہل سنت بھی اس بدعت کا ارتکاب کرنے لگے ہیں۔ کیا پہلے اسلام میں کوئی کمی رہ گئی تھی جس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو پتہ نہیں چلا یا پھر رسول اللہ نے اس مسئلہ میں نعوذ باللہ خیانت کی ہے کہ ہم کو بتایا نہیں۔

جیسا کہ امام مالکؒ کا فرمان ہے:

من ابتدع فی الاسلام یراھا حسنة فقد زعم ان محمدا خان الرسالة لان الله تعالیٰ یقول الیوم اکملت لکم دینکم فمالم یکن دینا فلا یکون الیوم دینا۔

(اصول البدع والسنن)

جس نے اسلام میں کوئی بدعت گھڑی پھر اس کو اچھا خیال کرتا ہے اس کو نیکی سمجھتا ہے گویا اس کا گمان ہے کہ محمد ﷺ نے نعوذ باللہ خیانت کی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں نے دین کو مکمل کر دیا ہے جو اس وقت دین میں نہ تھا وہ آج بھی دین نہیں۔

اللہ تعالیٰ ایسی بدعات سے تمام مسلمانوں کو محفوظ فرمائے جو قیامت کے دن وبال کا سبب بنیں

(آمین)۔

اللھم وفقنا لما تحب وترضی

ایفائے عہد کا ایک مثالی واقعہ

ہرمزان ایرانیوں کے ایک لشکر کا سردار تھا ایک مرتبہ مغلوب ہو کر اس نے جزیہ دینا بھی قبول کر لیا مگر پھر باغی ہو کر مقابلے کیلئے نکل آیا، آخر شکست سے دو چار ہوا اور گرفتار ہو کر اس حالت میں کہ تاج مرصع سر پر تھا۔ دیبا کی قبا زیب تن، کمر سے مرصع تلوار آویزاں، بیش بہا زیورات سے آراستہ حضرت عمرؓ کی عدالت میں پہنچا۔ آپؓ اس وقت مسجد نبویؐ میں تشریف رکھتے تھے۔ فرمایا تم نے دوبارہ بد عہدی کی۔ اب اگر اس کا بدلہ تم سے لیا جائے تو تم کو کیا عذر ہے؟ ہرمزان نے کہا مجھے خوف ہے کہ شاید میرا عذر سننے سے پیشتر ہی مجھے قتل نہ کر دیا جائے۔ آپؓ نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوگا تم کوئی خوف نہ کرو۔ ہرمزان نے کہا پہلے مجھے پانی پلا دو۔ حضرت عمرؓ نے پانی لانے کا حکم دے دیا۔ ہرمزان نے ہاتھ میں پیالہ لے کر کہا مجھے خطرہ ہے کہ میں پانی پینے ہی کی حالت میں قتل نہ کر دیا جاؤں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا جب تک تم پانی نہ پی لو اور اپنا عذر نہ بیان کر لو تم اپنے آپ کو ہر قسم کے خطرہ سے محفوظ سمجھو۔ ہرمزان نے پانی کا پیالہ ہاتھ سے رکھ دیا اور کہا میں پانی نہیں پینا چاہتا۔ آپ نے مجھے امان بخشی ہے اس لئے آپ مجھے قتل نہیں کر سکتے۔

حضرت عمر فاروقؓ کو اس چالاکی اور دھوکہ دہی پر بہت غصہ آیا لیکن حضرت انسؓ درمیان میں بول اٹھے اور کہا امیر المومنین! یہ سچ کہتا ہے کیونکہ آپؓ نے فرمایا ہے کہ جب تک پورا حال نہ کہہ لو کسی قسم کا خوف نہ کرو اور جب تک پانی نہ پی لو کسی قسم کے خطرے میں نہ ڈالے جاؤ گے۔

حضرت انسؓ کے کلام کی دیگر لوگوں نے بھی تائید کی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ہرمزان تو نے مجھے دھوکہ دیا ہے لیکن میں تجھے دھوکہ نہ دوں گا۔ اسلام نے اس کی تعلیم نہیں دی۔ اس ایفائے عہد اور حسن سلوک کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہرمزان مسلمان ہو گیا اور امیر المومنین نے اس کی سالانہ تنخواہ مقرر کر دی۔